http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

لطائف

انتخاب: ریحان شفیع

تقویٰ کا صلہ

ایک دن مجھے نفس کی ایک ایسی خواہش پوری کرنے پر قدرت ہوئی جو اس کے لیے پیاسے کے حق میں شیریں پانی سے بڑھ کر تھی۔ تاویل نے کہا: یہاں ورع کے سوا نہ کوئی مانع ہے نہ رکاوٹ جبکہ معاملہ بظاہر جواز کا تھا۔ میں تردد میں پڑ گیا۔ آخر کار میں نے نفس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا جس سے اس کو سخت حیرانی ہوئی۔ کیونکہ ممانعت شرعیہ کے علاوہ اور کسی رکاوٹ کے بغیر وہ اپنی ایسی غرض سے محروم کر دیا گیا تھا جو اس کے نزدیک غایت تھی۔ تو میں نے اس سے کہا:

''اے نفس! جس طرف تو جانا چاہ رہا تھا واللہ اسکی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تھی۔''

یہ سن کر اسے غم ہوا تو میں نے پھر اسے پکارا:

''کہ میں تیری کتنی ایسی خواہشات پوری کر چکا ہوں جنکی لذت ختم ہو گئی اور ان کے کرنے پر حسرت و ندامت باقی رہ گئی۔ لہٰذا اپنی اس خواہش اور غرض کے درمیان غور کر۔ کیا لذت کے میدان میں ندامت کے سوا کچھ باقی رہا۔''

نفس نے سوال کیا کہ پھر میں کیا کروں؟

میں نے کہا:

صبرت و لا و اللہِ ما بی جلادۃ　　　　علی الحب لکننی صبرت علی الرغم

میں محبت پر صبر کر رہا ہوں حالانکہ مجھ میں اس کی سکت نہیں ہے۔ لیکن مجبوراً صبر کرنا ہی پڑتا ہے۔

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اوراب میں اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس فعل پر بہترین بدلہ کا منتظر ہوں اوراس مسودہ کا یہ صفحہ اس توقع پر خالی چھوڑتا ہوں کہ اس صبر پر انشاء اللہ جلد ہی بہتر صلہ ملے گا۔ پھر اسے اس خالی جگہ لکھونگا۔ چونکہ صبر کا صلہ کبھی جلد مل جاتا ہے اور کبھی تاخیر سے۔ پس اگر جلدی مل گیا تو لکھدونگا اور اگر تاخیر ہوئی تو یہ سمجھ لو کہ مجھے اس شخص کے لیے جزاء حسن کے متعلق ذرا بھی شبہ نہیں ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا کیے جانے سے ڈرا۔ کیونکہ جب اس نے اللہ کے لیے ایک چیز چھوڑی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اِس کا عمدہ عوض ضرور عطا فرمائیں گے اور واللہ میں نے اس خواہش کو اللہ ہی کے لیے چھوڑا ہے۔

اوراس کا آخرت کے لیے ذخیرہ بن جانا بھی میرے لیے کافی ہے۔ چنانچہ اگر قیامت کے دن مجھ سے پوچھا گیا کہ ایک دن تم نے اپنی خواہش پر اللہ کی رضا کو ترجیح دی تھی، یاد ہے؟ تو میں کہوں گا ہاں مجھے یاد ہے! فلاں دن فلاں وقت میں نے ایسا کیا تھا!

پس اے نفس! اس ذات کی توفیق پر شکر کر! جس نے تجھے اس کی توفیق دی ورنہ تیرے علاوہ کتنے لوگ محروم کردیے گئے اور آئندہ بھی اس جیسے کام سے پرہیز کر (اوراس کا استحضار رکھ کہ) طاعت کی اور گناہوں سے بچنے کی قوت اللہ کی نصرت پر موقوف ہے جو نہایت برتر اور صاحب عظمت ہے۔

وہ واقعہ (جو ابھی اوپر مذکور ہوا اور جس کے لیے صفحہ خالی چھوڑا گیا تھا کہ جب بہتر بدلہ مل جائے گا تو اس پر لکھوں گا) ۵۶۱ھ کا تھا جب ۵۶۵ھ شروع ہوا تو مجھے اس کا ایسا عوض عطا فرمایا گیا جو اِن موانع اور رکاوٹوں سے محفوظ تھا جن سے ورع وتقویٰ مانع نہیں بنتا۔

میں نے سوچا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی خواہش چھوڑنے کا دنیا میں صلہ ملا ہے اور آخرت کا اجر تو اس سے کہیں بہتر ہوگا۔ والحمدللہ

(صید الخاطر...امام ابن جوزیؒ)

دین میں غلو

مولانا عبدالغفار حسنؒ کے رسالہ سے چند اقتباسات

ایک صاحب امام ابوحنیفہؒ کی شان میں گستاخی کررہے تھے، میں نے اُنہیں ڈانٹا اور کہا امام ابن تیمیہؒ کی کتاب رَفْعُ الْمَلَامِ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ پڑھو۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔۔۔

تأویل کے معنی ہیں کسی آیت یا حدیث کا مفہوم متعین کرنا۔ اگر تأویل میں کسی سے کوئی غلطی یا غلط فہمی ہوجائے تو ایسی صورت میں مؤول (تأویل کرنے والے) کو کافر نہیں کہہ سکتے اوراس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے۔ حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے، شافعی کی نماز حنفی کے پیچھے، اہلحدیث کی نماز

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

مقلّد کے پیچھے، یا یوں کہیے کہ غیر مقلّد کی نماز مقلد کے پیچھے اور مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب آدمی غلو کا شکار ہو جاتا ہے تو غیر مقلد کہتا ہے کہ ''حنفی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اس لیے کہ یہ مقلد ہے اور تقلید کرنا شرک ہے۔ مشرک کے پیچھے نماز کیسے ہو جائے گی؟'' دوسری طرف مقلد کہتے ہیں کہ ''تقلید فرض ہے اور چونکہ اہلحدیث تقلید نہیں کرتے، اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی'' غرض وہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور یہ ان کے پیچھے نہیں پڑھتے، حالانکہ ان مسائل میں بڑی وسعت ہے اور ان میں تنگ نظری اور فتوے بازی درست نہیں۔

بعض سلفی کہلانے والے یہاں حنفیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ یہ مقلد ہیں، مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حنبلی امام کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ حنبلی بھی مقلد ہیں، لیکن ایک صاحب ایسے بھی ملے جنھوں نے کہا کہ ''حنبلی بھی چونکہ مقلد ہیں، اس لیے ہم ان کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھیں گے اور اگر پڑھ لی تو دہرا لیں گے'' کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ اس کا نام ہے فرقہ واریت، فرقہ پرستی۔ اس معاملے میں اتنا غلو کرنا حد اعتدال سے بڑھ جانا ہے، جو شریعت کی نگاہ میں کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک باب باندھا ہے: ''باب امامۃ المفتون والمبتدع (یعنی فتنے میں مبتلا ہو جانے والے اور بدعتی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

قال الحسن البصری : صل خلف المبتدع و علیه بدعته.

''یعنی امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ بدعت کا گناہ اس کے اوپر ہے''

حضرت عثمانؓ، جب محصور تھے تو ان کے پاس پیغام آیا کہ ''آپ کو تو باغیوں نے محصور کر رکھا ہے، **فیصلی لنا امام فتنة** (یعنی مسجد نبوی میں باغیوں کا سرغنہ ہمیں نماز پڑھا رہا ہے) کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ حضرت عثمانؓ نے کتنا اچھا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا:

ان الصلوة خیر ما یعمل الناس ، فاذا احسن الناس فاحسنوا معهم، فاذا أساؤوا فاجتنبوا اساءَ تهم.

''یعنی لوگوں کے تمام اعمال میں نماز بہترین عمل ہے، تو جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرلو۔ نماز پڑھ رہے ہیں تو پڑھ لو۔ ہاں، اگر وہ کوئی برا کام کریں تو اس برائی سے بچو''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

غلو کی ایک اور مثال

دین میں غلو کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔ایک صاحب جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، بڑے متبع سنّت تھے،لیکن انہوں نے نادانستہ طور پر بائیں ہاتھ سے اشارہ کر دیا۔سنّت تو دائیں ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔مگر ان سے نادانستہ غلطی ہوگئی۔حاضرین میں سے ایک صاحب اس نادانستہ غلطی پر ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ ''خطیب صاحب خلاف سنّت کام کر رہے ہیں۔ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔''

ایک اور مثال ملاحظہ ہو، اردو کے ایک ادیب اور شاعر ایک عالم دین کے پاس آئے۔ اتفاق سے ان کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔وہ عالمِ دین، ان کے قدموں کے قریب بیٹھ گئے اور ان کے پاجامے کو اپنے ہاتھ سے اونچا کرنے لگے۔ادیب نے جب دیکھا کہ اتنے بڑے بزرگ اور عالم دین میرے قدموں میں بیٹھ کر یہ کام کر رہے ہیں تو وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور اس کے بعد وہ کبھی ان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔حکیمانہ طریقہ یہ تھا کہ محبت، خوش اخلاقی اور اچھے انداز سے اس کی توجہ اس طرف مبذول کرادی جاتی۔یہ بھی غلو کی ایک مثال ہے۔

انہی عالم دین کے غلو کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے۔ملکی انتخابات کے زمانے میں ایک تاجر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ''میرا عزیز فلاں حلقے سے امیدوار ہے۔تو کیا میں اس کی خاطر کنویسنگ کے لیے طوائفوں کے پاس جا سکتا ہوں؟ تاجر خود بھی بڑا متبع سنت تھا۔اس نے یہ سوال کرنے کے بعد کہا: ''مولانا بات یہ ہے کہ میرے عزیز کے مقابلے میں جو امیدوار ہے وہ بڑا ہی فاسق وفاجر اور شراب وکباب کا رسیا ہے، اگر وہ کامیاب ہو گیا تو بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی'' اس پر عالم دین نے جواب دیا تم طوائفوں کے پاس کنویسنگ کے لیے جا سکتے ہو۔

دیکھا آپ نے؟ وہاں پاجامہ ذرا ٹخنے سے نیچے دیکھا تو فوراً اپنے دستِ مبارک سے اونچا کر دیا اور یہاں طرائفوں کے گھر جانے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ایک طرف اس قدر افراط اور دوسری طرف یہاں تک تفریط۔

جب تک افراط وتفریط کو ختم کر کے اعتدال کا راستہ اختیار نہ کیا جائے گا، ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ نہیں بن سکتا۔اسی لیے قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ:

لا تغلوا فی دینکم ''یعنی اپنے دین میں غلو مت کرو''

(از: ''دین میں غلو'' مؤلفہ عبدالغفار حسنؒ ص ۳۲ تا ۳۴، ۳۸ تا ۳۹)